فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): قربانی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کے ہاں قربانی مشروع ومستحب سنت ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''استطاعت وقدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہوں کے قریب نہ پھٹکے۔''

(مسند الإمام أحمد : 321/2، سنن ابن ماجه : 3123، المستدرك للحاكم : 390/2)

اس حدیث کی سند کو امامِ حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

تبصرہ:

یہ روایت مرفوعاً ضعیف ومنکر ہے۔ عبداللہ بن عیاش قتبانی ضعیف ہے۔

❀ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ .

''یہ پختہ کار راوی نہیں، (منکر روایات بیان کر دیتا ہے)۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 126/5)

❁ امام ابن یونس رحمہ اللہ نے ”منکر الحدیث“ کہا ہے۔

(الإكمال لابن ماكولا : 72/6، تهذيب التّهذيب : 351/5)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مَعْرُوفًا بِالثِّقَةِ . ”یہ ثقہ نہیں ہے۔“

(المحلّٰى بالآثار : 8/6)

❁ اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(الفروسية لابن القيم، ص 200، كتاب الفروع لابن مفلح : 309/2)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس روایت پر جرح کی ہے۔

(المحلّٰى بالآثار : 7/6)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُخْتُلِفَ فِي رَفْعِهٖ وَوَقْفِهٖ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ صَرِيحًا فِي الْإِيجَابِ .

”اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، اس کا موقوف ہونا راجح ہے، جیسا کہ امام طحاوی وغیرہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قربانی کے وجوب پر صراحت نہیں کرتی۔“

(فتح الباري : 3/10)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کا موقوف ہونا ہی صحیح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الدارقطني : 2023)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَغْلَبُ عِنْدِي فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهٗ مَوْقُوفٌ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ .

''میرے نزدیک صواب یہی ہے کہ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

تنبیہ:

یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بسند صحیح ثابت ہے۔

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

مگر اس سے قربانی کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ وَاجِبَةٌ .

''کسی صحابی سے قربانی کو واجب کہنا ثابت نہیں۔''

(المحلّٰى بالآثار : 10/6)

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا يُضَحُّونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ لَا يَلْتَزِمُونَ الْأُضْحِيَّةَ .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔''

(الاعتصام : 602/2)

❀ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی ترک کرنا ثابت ہے۔

(الخلافيّات للبيهقي : 335/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مسند الفاروق :332/1)

❁ **سیدنا عبداللہ بن عباس** رضی اللہ عنہما (السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۲٦٥/۹، وسنده صحیحٌ) **اور سیدنا بلال** رضی اللہ عنہ (المحلّٰی لابن حزم : ۳٥۸/۷، وسندہٗ صحیحٌ) **قربانی کے وجوب کے قائل نہیں تھے۔**

❁ **سیدنا عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما **نے فرمایا:**

''یہ سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحیح البخاري، قبل الحدیث : 5545، تعلیقًا، تغلیق التّعلیق لابن حجَر : 3/5، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ **حافظ ابن حجر** رحمہ اللہ **نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔**

امام بخاری رحمہ اللہ **اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔**

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ **سیدہ عائشہ** رضی اللہ عنہا **سے مروی ہے:**

لَمَّا مَرِضَ أَبِي أَوْصٰى أَنْ يُّؤْتٰى بِهٖ إِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُسْتَأْذَنَ لَهٗ، وَيُقَالَ : هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يُّدْفَنُ عِنْدَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ فَادْفَعُونِي، وَإِنْ لَّم يُؤْذَنْ لَّكُمْ فَاذْهَبُوا بِي إِلَى الْبَقِيعِ، فَأُتِيَ بِهٖ إِلَى الْبَابِ، فَقِيلَ : هٰذَا أَبُو بَكْرٍ قَدِ اشْتَهٰى أَنْ يُّدْفَنَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَوْصَانَا، فَإِنْ أُذِنَ لَنَا دَخَلْنَا، وَإِنْ لَّمْ يُؤْذَنْ لَّنَا انْصَرَفْنَا، فَنُودِينَا أَنِ ادْخُلُوا وَكَرَامَةً، وَسَمِعْنَا كَلَامًا وَّلَمْ نَرَ أَحَدًا .

”جب میرے والد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ انہیں (وفات کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر لے جایا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا جائے: اللہ کے رسول! یہ ابو بکر ہیں اور انہیں آپ کے قریب دفن کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے بقیع میں لے جانا۔ (جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو) انہیں دروازے پر لایا گیا اور کہا گیا: یہ ابو بکر ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش رکھتے تھے اور اس حوالے سے ہمیں وصیت کر چکے ہیں۔ اگر ہمیں اجازت ملے گی تو ہم داخل ہوں گے، ورنہ لوٹ جائیں گے۔ ہمیں آواز آئی کہ عزت کے ساتھ داخل ہو جائیں۔ آواز دینے والا دکھائی نہیں دیا۔“

(الخصائص الکبرٰی للسّیوطي: 492/2)

جواب: یہ بے سند اور باطل روایت ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اسے امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب [رُوَاۃ مالک] کے حوالے سے ذکر کیا ہے، جو کہ مفقود ہے، نیز علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی طرف سے اس روایت کو ”غریب جدا“ کہنا بھی نقل کیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ (تاریخ دمشق: 436/30) نے اس سے ملتی جلتی ایک روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں:

كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ يُّؤْذَنُ إِلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُو بَكْرٍ مُّسْتَأْذِنٌ، فَرَأَيْتُ الْبَابَ قَدْ تُفْتَحُ، وَسَمِعْتُ قَائِلًا يَّقُولُ: أَدْخِلُوا

الْحَبِيبَ إِلٰى حَبِيبِهٖ، فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ .

''میں پہلا شخص تھا، جسے دروازے سے اندر جانے کی اجازت ملی۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ ابوبکر ہیں اور اجازت طلب کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ دروازہ کھلا اور میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ، کیونکہ حبیب اپنے حبیب سے ملاقات کا مشتاق ہے۔''

تبصرہ:

یہ من گھڑت روایت ہے۔

① عبدالجلیل مری ''مجہول'' ہے۔

② ابوطاہر مقدسی کے بارے میں امام ابوحاتم رازی، موسیٰ بن سہل رملی اور ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . ''یہ جھوٹ بولتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 161/8)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيثَ .

''یہ منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث کا سرقہ کرتا تھا۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال: 347/6)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الثِّقَاتِ .

''یہ ثقہ راویوں سے منسوب کر کے حدیثیں گھڑتا تھا۔''

(كتاب المَجروحين : 243/2)

✿ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ .

''یہ متروک الحدیث ہے۔''

(العِلَل :179/1)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اسے ''کذاب'' اور ''متہم'' قرار دیا ہے۔

(المُغني في الضّعفاء : 686/2)

③ حبہ عرنی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا مُنْكَرٌ، وَرَاوِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَقْدِسِيُّ [كَذَّابٌ]، وَعَبْدُ الْجَلِيلِ مَجْهُولٌ .

''یہ روایت منکر ہے۔ اس میں ابو طاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی ''کذاب'' ہے اور عبدالجلیل ''مجہول'' ہے۔''

(لسان الميزان لابن حَجَر : 391/3، الخصائص الكبرٰى للسّيوطي : 492/2)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''باطل'' قرار دیا ہے۔

(لسان الميزان : 391/3)

سوال: معوذتین کی فضیلت میں مروی مندرجہ ذیل روایات کی تحقیق درکار ہے!

جواب: ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَقُوْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهٗ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لِي : يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا؟ فَعَلَّمَنِي قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، قَالَ : فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا، فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ : يَا عُقْبَةُ، كَيْفَ رَأَيْتَ؟.

''میں دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے چلا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقبہ! آپ کو دو بہترین سورتیں نہ سکھلاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت فلق اور سورت ناس سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں نے یہ سورتیں سیکھ کر کوئی زیادہ خوشی محسوس نہیں کی۔ نماز فجر کے لئے تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔ نماز سے فارغ ہوئے، تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عقبہ! کیسا لگا؟''

(سنن أبي داود : 1462؛ سنن النّسائي : 5438)

سند ضعیف ہے۔ قاسم ابوعبد الرحمٰن مولیٰ معاویہ کا سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہو سکا۔

جس سند میں قاسم ابوعبد الرحمٰن مولیٰ معاویہ کی متابعت جبیر بن نفیر نے کی ہے، وہ بھی ضعیف ہے، اس میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی کیا حقیقت ہے؟

❁ سعید بن عبد العزیز اور علی بن ابی حملہ رحمہما اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ يَسْتَسْقِي، فَقَالَ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ: قُمْ يَا بَكَّاءُ.

''سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے (کھلے میدان میں) نکلے، تو یزید بن اسود رحمہ اللہ سے کہا: اے (اللہ کے سامنے) بہت زیادہ رونے والے! کھڑے ہو جائیے (اور بارش کے لیے دُعا کیجیے)۔''

(المَعرِفة والتّاريخ للفَسوي : 220/2، تاريخ أبي زُرعة : 602/1، تاريخ ابن عساكر : 212/65)

(جواب): یہ واقعہ منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ سعید بن عبد العزیز اور علی بن ابی حملہ رحمہما اللہ اس واقعہ کے شاہد نہیں۔

(سوال): قرعہ اندازی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): قرعہ اندازی کی مشروعیت و جواز پر قرآن و حدیث کے دلائل موجود ہیں۔ اہل سنت کے ائمہ بھی اس کی مشروعیت کے قائل ہیں، احناف اس کی مشروعیت کے قائل نہیں، وہ اس بارے میں مروی صحیح و صریح احادیث کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

آیئے فہم سلف کی روشنی میں قرعہ اندازی کے ثبوت پر دلائل ملاحظہ فرمائیں؛

❁ اللہ تعالیٰ فرمان ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝﴾(آل عمران : ٤٤)

''(اے نبی!) آپ ان کے پاس نہیں تھے، جب وہ (قرعہ اندازی کے لیے)

اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ سیدہ مریم (علیہا السلام) کی کفالت کون کرے گا اور آپ اس وقت بھی ان کے پاس نہیں تھے، جب وہ باہم تکرار کر رہے تھے۔''

سیدہ مریم علیہا السلام کی کفالت کے حوالے سے قرعہ ڈالا گیا اور وہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے نام نکلا تھا۔ یوں قرعہ اندازی کی بنا پر وہ سیدہ مریم علیہا السلام کے کفیل ونگہبان بنے تھے۔

❁ سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ، فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۞﴾ (الصافّات : ١٣٩ـ١٤١)

''بلاشبہ یونس (علیہ السلام) پیغمبروں میں سے تھے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ انہی کے نام پر نکلا۔''

❁ قتادہ رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَارَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ يُونُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقُرِعَ، قَالَ : احْتَبَسَتِ السَّفِينَةُ، فَعَلِمَ الْقَوْمُ، إِنَّمَا احْتَبَسَتْ مِنْ حَدَثٍ أَحْدَثَهُ بَعْضُهُمْ، فَتَسَاهَمُوا، فَقُرِعَ يُونُسُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَمٰى بِنَفْسِهِ.

''اللہ کے نبی سیدنا یونس علیہ السلام نے قرعہ اندازی میں حصہ لیا تو قرعہ انہی کے نام نکلا۔ جب کشتی بھنور میں پھنس رہی تھی تو لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ یہ کسی سوار کے عمل کی بنا پر ہے، جب انہوں نے قرعہ ڈالا تو یونس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام قرعہ نکلا۔ انہوں نے خود سمندر میں چھلانگ لگا دی۔''

(السّنن الکبرٰی للبیهقي : 287/10، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُمْ، فَدَعَا بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً، وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا .

''ایک شخص نے موت کے وقت اپنے چھے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ کوئی مال بھی نہیں تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو بلا کر تین ٹولیوں میں تقسیم کر دیا اور ان کے درمیان قرعہ ڈالا۔ (جس ٹولی کے نام قرعہ نکلا، ان) دو کو رہا کر دیا اور باقی چار کو غلامی میں برقرار رکھا۔ ان کے مالک کے بارے میں بھی سخت بات فرمائی۔''

(صحيح مسلم : 1668)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ نَصٌّ فِي شَرْعِيَّةِ الْقُرْعَةِ فِي مِثْلِ هٰذَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''یہ حدیث قرعہ کے مشروع ہونے پر واضح دلیل ہے۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 332/18)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ القُرْعَةِ فِي هٰذَا وَفِي

غَيْرِهِ، وَأَمَّا بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَهْلِ الكُوفَةِ، وَغَيْرِهِمْ، فَلَمْ يَرَوْا القُرْعَةَ.

''نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اور دیگر اہل علم میں سے بعض کا اسی حدیث پر عمل ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ یہ سب اہل علم اس جیسے مواقع پر قرعہ اندازی کو جائز سمجھتے تھے۔ البتہ اہل کوفہ وغیرہ میں سے بعض اہل علم قرعہ کو جائز نہیں سمجھتے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 1364)

❁ بویطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

نَاظَرْتُ الْمَرِيسِيَّ فِي الْقُرْعَةِ، فَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُرْعَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! هٰذَا قِمَارٌ، فَأَتَيْتُ أَبَا الْبُخْتَرِيِّ، فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتُ الْمَرِيسِيَّ يَقُولُ: الْقُرْعَةُ قِمَارٌ، قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! شَاهِدْ آخَرَ وَاقْتُلْهُ.

''میں نے (بشر) مریسی سے قرعہ اندازی پر مناظرہ کیا۔ میں نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی قرعہ کے بارے میں وہ حدیث ذکر کی جو وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ مریسی کہنے لگا: ابوعبداللہ! قرعہ اندازی تو جوا ہے۔ میں ابوبختری کے پاس گیا اور ان سے کہا: میں نے مریسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قرعہ اندازی جوا ہے۔ وہ کہنے لگے: ایک اور شخص کو گواہ بنا کر

اسے قتل کردو۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 60/7، تاریخ ابن عساکر :380/51، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ جس کے نام قرعہ نکلتا، اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ ایک غزوے میں (جانے کے لیے) آپ ﷺ نے قرعہ اندازی فرمائی تو میرے نام قرعہ نکلا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی۔''

(صحيح البخاري :4141، صحيح مسلم : 2770)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَصَابَ عَائِشَةَ الْقُرْعَةُ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ.

''رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں نکلنے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔ غزوۂ بنو مصطلق میں (جانے کے لیے) قرعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔''

(مسند البزّار : 8011، وسندهٗ حسنٌ)

۞ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الدرّ المنثور : 75/5)

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا .

''لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صفِ اوّل میں کتنا اجر ہے، تو انہیں (سبقت لے جانے کے لیے) اگر قرعہ اندازی بھی کرنا پڑے تو وہ کر لیں۔ اگر وہ جان لیں کہ تکبیر تحریمہ میں کتنا اجر ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف جلدی کریں اور اگر انہیں عشاء اور صبح کی نماز کے اجر و ثواب کا علم ہو جائے، تو گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے تو آئیں۔''

(صحيح البخاري : 2689، صحيح مسلم : 437)

۞ خارجہ بن زید انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ ـ امْرَأَةً مِنْ نِّسَائِهِمْ ـ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهٗ سَهْمُهٗ فِي السُّكْنٰى، حِينَ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ العَلَاءِ : فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ .

''سیدہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف

حاصل تھا، نے انہیں بتایا کہ جب انصار صحابہ کرام نے مہاجرین صحابہ کرام کی رہائش کے سلسلے میں قرعہ اندازی کی، تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ وہ ہمارے ہاں رہائش پذیر ہوئے۔''

(صحيح البخاري: 2687)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلٰى قَوْمٍ الْيَمِينَ، فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ، أَيُّهُمْ يَحْلِفُ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم کی پیش کش کی، تو وہ قسم اٹھانے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کا حکم فرمایا کہ کون قسم اٹھائے گا؟''

(صحيح البخاري: 2674)

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُودِ اللّٰهِ وَالوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلٰى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ، مَرُّوا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا : لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا، هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلٰى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا .

''حدود اللہ کی پابندی کرنے والے اور ان کی پامالی کرنے والوں کی باہمی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کی۔ ان میں سے بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔ نیچے والوں کو جب پانی کی طلب ہوتی تو ان کو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔ انہوں نے کہا: اگر ہم اپنے ہی حصے میں سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تنگ نہ کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے، لیکن اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ خود بھی بچ جائیں گے اور باقی سب لوگ بھی۔''

(صحیح البخاري: 2493)

ان تمام قرآنی اور حدیثی دلائل اور اقوالِ ائمہ مسلمین سے ثابت ہوا کہ قرعہ اندازی مشروع و مستحب ہے۔ اس کا نسخ ثابت نہیں۔

منسوخیت کا دعویٰ:

احناف قرعہ اندازی کو منسوخ کہتے ہیں۔

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حَدِيثُ عِمْرَانَ مَنْسُوخٌ، لِأَنَّ الْقُرْعَةَ كَانَتْ فِي بَدْءِ الْإِسْلَامِ.

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے، کیونکہ قرعہ آغازِ اسلام میں مشروع تھا۔''

(شرح مَعاني الآثار: 4/381)

❁ صاحبِ ہدایہ، علی بن ابوبکر، مرغینانی، حنفی لکھتے ہیں:

حَدِيثُ الْقُرْعَةِ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نُسِخَ.

''قرعہ والی حدیث ابتدائے اسلام کی ہے،اس کے بعد یہ منسوخ ہو گیا تھا۔''

(الهداية شرح في البداية : 225/3)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ اور صاحب ہدایہ نے دعویٔ منسوخیت پر کوئی دلیل قائم نہیں کی، لہٰذا ان کا قول قبول نہیں۔

کسی شرعی حکم کو منسوخ کہنے کے لیے ایسے ناسخ حکم کا ہونا ضروری، جو پایۂ صحت کو پہنچنے کے ساتھ ساتھ اپنے مفہوم میں صریح بھی ہو؟ وہ ناسخ کہاں ہے؟

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كَذَبُوا، مَا نُسِخَ ذٰلِكَ قَطُّ .

''انہوں نے غلط کہا ہے۔قرعہ کبھی بھی منسوخ نہیں ہوا۔''

(المحلّٰی بالآثار : 345/9، الرقم : 1767)

سوال: سینگی لگانے پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: سینگی لگانے پر اجرت لینا جائز ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سینگی لگانے کی اُجرت لینے کے بارے میں سوال ہوا،تو انہوں نے فرمایا:

اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَجَمَهٗ أَبُو طَيْبَةَ، وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَكَلَّمَ مَوَالِيَهٗ، فَوَضَعُوا مِنْ خَرَاجِهٖ، وَقَالَ : إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطیبہ نے سینگی لگائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اناج کے دو صاع عطا فرمائے، نیز اس کے مالکوں سے

بات کی،تو انہوں نے ابوطیبہ کے خراج (واجب الادامال) میں کچھ تخفیف کر دی۔آپ ﷺ نے یہ بھی ارشادفرمایا کہ سینگی سب سے بہترین علاج ہے۔''

(صحيح البخاري : 2102، صحيح مسلم : 1577)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

حَجَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لِّبَنِي بَيَاضَةَ، فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْرَهُ، وَكَلَّمَ سَيِّدَهُ فَخَفَّفَ عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهِ، وَلَوْ كَانَ سُحْتًا لَّمْ يُعْطِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''نبی کریم ﷺ کو بنو بیاضہ کے ایک غلام نے سینگی لگائی۔آپ ﷺ نے اسے اُجرت عطا فرمائی، نیز اس کے مالک سے بات کی،تو اس نے غلام کے ٹیکس میں کمی کر دی۔اگر یہ اُجرت حرام ہوتی،تو نبی اکرم ﷺ اسے ہرگز نہ دیتے۔''

(صحيح مسلم : 1202)

❁ ایک روایت میں ہے:

لَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يُعْطِهِ.

''اگر سینگی لگانے کی اُجرت حرام ہوتی،تو رسول اللہ ﷺ اسے نہ دیتے۔''

(صحيح البخاري : 2103)

❁ سنن ابوداؤد کی روایت (3423) میں ہے:

لَوْ عَلِمَهُ خَبِيثًا لَّمْ يُعْطِهِ.

''اگر آپ ﷺ اسے حرام سمجھتے ہوتے تو اسے اُجرت عطا نہ فرماتے۔''

❁ علامہ عبدالقادر طوری حنفی رحمہ اللہ (١٠٣٠ھ) فرماتے ہیں:

بِهٖ جَرَى التَّعَارُفُ بَيْنَ النَّاسِ مِنْ لَدُنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا فَانْعَقَدَ إِجْمَاعًا .

''رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج ہم تک لوگوں میں سینگی کی اُجرت لینے پر عمل رہا ہے، یوں اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(تکملة البحر الرّائق : 21/8)

تنبیہ ①:

❁ سیدنا محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سینگی لگانے کی اُجرت کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ وہ بار بار پوچھتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ، أَوْ أَطْعِمْهُ رَقِيقَكَ .

''اس سے اپنے جانور کو چارہ دے یا اپنے غلام کو کھانا کھلا دے۔''

(مسند الحميدي : 902، مسند الإمام أحمد : 43615، سنن أبي داوٗد : 3422، سنن الترمذي : 1277، سنن ابن ماجه : 2166، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن جارود رحمہ اللہ (583) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ كَسْبُ الْحَجَّامِ مَنْهِيًّا عَنْهُ، لَمْ يَأْمُرْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِطْعَامَ الْمَرْءِ رَقِيقَهٗ مِنْهُ، إِذَا الرَّقِيقُ مُتَعَبَّدُونَ، وَمِنَ الْمُحَالِ أَنْ يَّأْمُرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ بِإِطْعَامِ رَقِيقِهٖ حَرَامًا .

''اگر سینگی لگانے والے کی کمائی ممنوع ہوتی، تو آپ ﷺ اس شخص کو اس کمائی سے اپنے غلاموں کو کھانا کھلانے کا حکم نہ دیتے، کیونکہ غلام بھی مکلّف ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کسی مسلمان کو یہ حکم فرمائیں کہ وہ اپنے غلاموں کو حرام کا مال کھلائے۔''

(صحيح ابن حبّان :559/1، تحت الحديث : 5154)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرُهُمْ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ .

''صحابہ کرام اور دیگر اہل علم میں سے بعض نے سینگی لگانے والے کو اُجرت لینے کی اجازت دی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1278)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ نَزَّهَهُمْ عَنْ أَكْلِهٖ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يَأْمُرْهُمْ أَنْ يُطْعِمُوهُ رَقِيقَهُمْ، لِأَنَّهُمْ مُّتَعَبَّدُونَ فِيهِمْ كَمَا تَعَبَّدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ سینگی کی کمائی کھانے سے بچنا بہتر ہے۔ اگر یہ حرام ہوتی، تو آپ ﷺ انہیں یہ حکم نہ دیتے کہ وہ یہ کمائی اپنے غلاموں کو کھلا دیں، کیونکہ وہ جس طرح اپنے بارے میں مکلّف ہیں، اسی طرح غلاموں کے بارے میں مکلّف ہیں۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 225/2)

تنبیہ ②:

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خریدا، جو سینگی لگانا جانتا تھا۔ انہوں نے اس کی سینگیاں توڑنے کا حکم دیا۔ جب اس بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ .

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2238)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيلِ التَّوَرُّعِ وَالتَّنَزُّهِ .

''انہوں نے یہ کام ورع و تقویٰ کی بنا پر کیا تھا۔''

(شرح صحيح البخاري : 220/6)

تنبیہ ③:

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، وَكَسْبُ الْحَجَّامِ .

''فاحشہ کی روزی، کتے کی قیمت اور سینگی لگانے والے کی کمائی، بدترین کمائی ہے۔''

(صحيح مسلم : 1568)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ .

''سینگی لگانے والے کی کمائی خبیث (گھٹیا) ہوتی ہے۔''

(صحیح مسلم : 1568)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ السُّحْتِ كَسْبُ الْحَجَّامِ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ .

''سینگی لگانے والے کی کمائی گھٹیا، کتے کی قیمت اور فاحشہ کی روزی حرام ہے۔''

(مستخرج أبي عوانة : 5288، شرح مشكل الآثار :4661، وسندهٗ صحيحٌ)

اکثر اہل علم کے مطابق سینگی کے بارے میں یہ بیان کراہت تنزیہی پر محمول ہے، کیونکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوانے کی اُجرت ادا کی اور صحابی سے فرمایا کہ یہ کمائی اپنے غلاموں کو کھلا دیں یا اس سے اپنے جانوروں کو چارہ ڈال دیں۔ رہی کتے کی قیمت اور زانیہ کی روزی، تو یہ دونوں حرام ہیں۔ اگرچہ ان سب چیزوں کا ایک دوسرے پر عطف ڈالا گیا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يُعْطَفُ الشَّيْءُ عَلَى الشَّيْءِ وَحُكْمُهُ مُخْتَلِفٌ .

''کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک چیز کا دوسری پر عطف کیا جاتا ہے، لیکن دونوں کا حکم مختلف ہوتا ہے۔''

(التّمهيد : 227/2)

❁ سلیمان بن طرخان، تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِعِكْرِمَةَ : لِمَ كُرِهَ كَسْبُ الْحَجَّامِ ؟ قَالَ : لَا يُكْرَهُ .

''میں نے عکرمہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ سینگی لگانے والے کی کمائی کیوں مکروہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: مکروہ نہیں ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 263/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ کوفہ میں سینگی لگانے والے زید، ابواسامہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ سَالِمًا (ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ) وَالْقَاسِمَ (بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ) فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ، فَلَمْ يَرَيَا بِهٖ بَأْسًا .

''میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے امام سالم رحمہ اللہ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے امام قاسم رحمہ اللہ سے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے اس میں کوئی حرج خیال نہیں کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 263/6، 264، وسندهٗ صحيحٌ)

الحاصل:

پچھنا یا سینگی لگانا اور اس پر اُجرت لینا دینا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔